If undelivered pl. return to:
The NIGARISHAT Monthly,
AMROHA (U.P.)

زرسالانہ دو روپے	اردو کی نئی اور پرانی مطبوعات کا خبرنامہ	رجسٹرڈ نمبر ڈی ایل 1846

To
19. Dr. Khalilur Rehman Azmi
30, Zainul Abedeen Road
Zakir Bagh
A.M.U. ALIGARH

ماہنامہ نگارشات امروہہ

جلد ۱	جنوری سنہ ۱۹۷۲ء	شمارہ ۵

اردو کے مشہور ادیب مالک رام کو دو ادبی اعزاز

نئی دہلی۔ معلوم ہوا ہے کہ بے حد کاوش کے بعد مالک رام صاحب نے عرش ملسیانی جگن ناتھ آزاد اور گوپی چند نارنگ کی مدد سے ادبی مضامین کا قابل قدر مجموعہ مرتب فرمایا ہے اس میں مشہور اہل قلم کے مضامین ہیں۔ جن میں سے چند مالک رام صاحب کے بارے میں بھی ہیں۔ ساہتیہ اکاڈمی کا ادبی انعام بنانے سال اس بار مالک رام صاحب کو ان کی تصنیف پر دیئے جانے کے معقول انتظامات کیے گئے ہیں جن کی تکمیل ہوتے ہی عنقریب شاندار تقریب میں نذر مالک رام کا اجرا ہوگا۔ اس موقع پر ساہتیہ اکاڈمی ایوارڈ کے ملنے والے اعزاز پر رسم مبارک باد ادا کی جائے گی مالک رام صاحب انتظامی صلاحیتوں کے لیے مشہور ہیں۔ اردو ادب کی خودشناس شخصیتوں میں مالک رام صاحب کا نام نمایاں ہے ہر لحاظ سے ان اعزازات کا مستحق سمجھتے ہیں

روزنامہ سویرا دہلی ۳ر جنوری ۱۹۷۲ء

مشک کی خوشبو

مندرجہ بالا خبر پڑھ کر ہمیں بے حد مسرت ہوئی اور ہم مالک رام صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے نذر مالک رام بے حد کاوش سے مرتب کر کے اس ضرورت کو پورا کیا جو ہم جیسے اُن کے عقیدت مندوں کو عرصۂ دراز سے محسوس ہو رہی تھی۔ اس میں کسے کلام ہوگا کہ مالک رام صاحب اردو میں جیسے تیسے برسوں سے لکھتے چلے آرہے ہیں اور ان کے نام اور کام سے اردو کا ہر شخص واقف ہے جسے ادب سے لگاؤ ہے۔ ہندوستان کی کسی دوسری زبان کے لکھنے والے ہوتے تو یہ صورت شاید نہ ہوتی جو ہم بیان کر رہے ہیں مگر اس پر ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی کہ رشید حسن خاں جیسے بیدرد نقادوں نے کبھی مالک رام صاحب کے کارناموں کا کبھی صحیح معنوں میں جائزہ لینے سے بھی پس و پیش کیا ہے اور جو کچھ لکھا ہے تشنہ ہے۔ ہر حساس کی طرح مالک رام صاحب کو بھی اس امر کا احساس معلوم ہوتا ہے زمانے نے جسے پہچانا ہے جو انہیں پہچانتا۔ اس لیے بہت اچھا ہوا کہ مالک رام صاحب نے مشک آنست کہ خود ببوید کے مصداق اپنے کارناموں کا خود ہی مستند تعارف کرانے کی غرض سے نذر مالک رام کی صورت میں بندوبست فرما دیا اور اپنی انتظامی صلاحیتوں کا قابل قدر نمونہ پیش کر دیا۔

اس کے علاوہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ انتہائی ایماندارانہ اقدام ہے کسی مصنف نے اپنی کتاب اپنے ہی نام نذر کرتے

ہوئے انتساب میں لکھا تھا" اگر میں کسی دوسرے کے نام اپنی اس کاوش کو نذر کرتا تو میرا شمار بھی ریاکاروں میں ہوتا!" ہم سب کو مالک رام صاحب کی قایم کردہ اس نادر مثال پر شکر گزار ہونا چاہیئے۔ مگر کیا کیا جائے آج کی دنیا میں لوگ ایمانداری اور ریاکاری میں فرق نہیں کرتے اور حق و باطل کو نہیں پہچانتے یا پہچانتے ہیں مگر اپنے تاجرانہ مفادات کی وجہ سے سالہا ریاکاری کا دیتے ہیں اور دم باطل کا بھرتے ہیں۔ اور یہ حال اردو کے نام نہاد ادیبوں کا بھی ہے۔ برسوں کے تعلقات کو اپنی منافقت کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ اور ناجائز کاموں میں ان لوگوں کے کھلونے بن جاتے ہیں، جن کا کام رسوائیوں کا سامان کرنا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ کھلے بندوں اور کچھ لوگ چوری چھپے منافقت سے، چنانچہ اس خبر کو پڑھ کر بعض کج فہم معترضین نے یہ اعتراضا سوال کیا کہ "کیا نذر مولانا عرشی اور نذر ڈاکٹر ذاکر حسین کی ترتیب نذر مالک رام کا پیش خیمہ تھی اور کیا یہ دونوں کتابیں نذر مالک رام کی گنجائش نکالنے کے لیے پیش کی گئی تھیں اگر ایسا تھا تو نذر قاضی عبدالودود مرتب کر دیتے" ہم نے جواب دیا کہ آپ جیسے بدبینوں کو تو نذر ذاکر کی ترتیب میں بھی مالک رام صاحب کی کوئی مصلحت پوشیدہ نظر آئی تھی۔ ان کج فہموں کی معصومیت پر اور ان کی ناقص العقلی پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ ان جیسے لوگوں سے دنیا خالی نہیں ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے دریافت کرتے ہیں کہ مصنفین کا اپنی کتابوں پر تبصرے لکھوانا کیا خودستائی کے ذیل میں آتا ہے؟ کیا خود نوشت سوانح کا شمار خودستائی میں ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ ایسا نہیں۔ تو پھر اگر ایک شخص یہ چاہے کہ ایک کتاب میں دوسروں کے قلم سے اس کے حالات زندگی شامل ہوں اس کے کارناموں کا اعتراف مضامین کی صورت میں باقاعدہ مرتب کر دیا جائے اور اس کی خدمات کا تذکرہ منظر عام پر آجائے تو آخر اس میں کیا قباحت ہے۔ خصوصیت سے اردو کی مردہ پرست دنیا میں جو ایسے ویسے کو تو مرنے پر بھی نہیں پوچھتی۔ اس لیے نذر مالک رام کی ترتیب ہماری نگاہ میں

کسی طرح خودستائی نہیں البتہ ایک ایسا بروقت اقدام ہے جسے منقولہ بالا خبر میں بھی خودشناسی کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ جن حضرات سے مالک صاحب نے اپنے بارے میں مضامین لکھوائے ہیں۔ ان کے قلم پر کوئی پہرہ تو نہ ہوگا کہ فلاں بات لکھیں، فلاں نہ لکھیں۔ اب یہ ان لکھنے والوں کی ایمانداری ہے کہ وہ گفتنی اور ناگفتنی میں سے کون سی باتیں درج گزٹ کرتے ہیں۔

اس سب کے باوجود کج فہموں کے اعتراضات کے خیال سے ہماری ناقص رائے میں مالک رام صاحب کو صرف مددگاروں کے نام نذر مالک رام پر استعمال کرنے چاہئیں۔ اور اگر اب بھی کوئی صورت ہو تو ابتدائی اوراق دوبارہ چھپوا کر بدل دیئے جائیں جن سے مالک رام صاحب اپنا نام خارج فرما دیں چاہئے ان اوراق کی تبدیلی سے کچھ نقصان ہی کیوں نہ ہو جو ظاہر ہے بہت معمولی ہوگا۔

ہم مالک رام صاحب کو اور نذر مالک کی کاوش میں ان کے مددگاروں کو دلی مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ساہتیہ اکیڈمی کے ملنے والے اعزاز کا بھی معقول انتظام ہو جائے اور یہ کام بھی مالک رام صاحب کی انتظامی صلاحیتوں کے ہاتھوں بحسن و خوبی انجام پائے۔

Regd. No. L 1846 — January 1972
NIGARISHAT MONTHLY R.N. 22057/71.
AMROHA. (U.P.)

اردو دنیا کا خبر نامہ

ڈاکٹر گیان چند جین جامعہ ملیہ میں پروفیسر

نئی دلی - جامعہ ملیہ کے وائس چانسلر پروفیسر مجیب نے ایک بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر گیان چند جین کو جامعہ ملیہ نے بہت غور و فکر کے بعد شعبہ اردو کی پروفیسری پیش کی ہے جامعہ کو آج گیان چند جیسے قلب و نظر اور ذہن و دماغ رکھنے والے استاد کی ضرورت ہے جو وقت کے مطالبہ کو سمجھتے ہوں اور جو مرحوم اور آنجہانی کا فرق مٹانا اور اس کے سہارے آگے بڑھنا جانتے ہوں پروفیسر مجیب نے مزید کہا کہ فرقہ واریت کے موجودہ اندھیرے میں گیان چند کی ذات بڑی غنیمت ہے - جامعہ ملیہ میں ان کی آمد فرقہ واریت کے سدِّباب کا نقطۂ آغاز بن کر رہے گی مجیب صاحب نے فرمایا کہ آخری طور پر اس تقرری کا فیصلہ کیا جا چکا ہے - (روزنامہ سویرا دہلی ۳ر جنوری ۱۹۷۲ء)

حذف کرو اور مٹاؤ

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ڈاکٹر گیان چند کو شعبۂ اردو کا پروفیسر مقرر کیا گیا ہے - امید ہے کہ اردو حلقوں میں اس تقرر کا خیر مقدم کیا جائے گا - اس سلسلہ میں جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر پروفیسر مجیب صاحب کا ایک بیان ہمیں موصول ہوا ہے، ہمیں اسے پڑھ کر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا کہ اس میں کئی بار جامعہ ملیہ کا نام آیا ہے مگر " اسلامیہ " کا جزو حذف کر دیا گیا ہے - کوئی بات نہیں، شاید پورا نام لکھنے کی ضرورت نہ ہو - تعجب کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر گیان چند کا تعارف کراتے ہوئے ایک ایسی بے جوڑ بات لکھ دی گئی ہے جس کا کوئی سر پیر نہیں - کوئی بات کیسی ہی غلط ہو لیکن اگر وہ بے جوڑ نہ ہو تو وہ عبارت میں کھپ جاتی ہے اور اسے برداشت بھی کر لیا جاتا ہے - وائس چانسلر نے اس تقرر کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا ہے " ڈاکٹر گیان چند جیسے قلب و نظر اور ذہن و دماغ رکھنے والے استاد کی جامعہ کو ضرورت ہے جو وقت کے مطالبہ کو سمجھتے ہوں اور جو " مرحوم اور آنجہانی " کا فرق مٹانا اور اس کے سہارے آگے بڑھنا جانتے ہوں " کوئی ہرج نہیں اگر جامعہ ملیہ اسلامیہ کے وائس چانسلر صاحب اس فرق کو مٹانے والوں کا تقرر فرمائیں - نہ معلوم شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ کی اس یادگار کے اور کون کون سے خد و خال مٹائے جائیں گے - مگر یہ بات ضرور کھٹکتی ہے کہ بیان کے سیاق و سباق میں مرحوم اور آنجہانی کے فرق کو مٹانے والے الفاظ کی کوئی گنجائش نہ تھی مگر تاثر کردہ اصطلاحوں کی جان بوجھ کر بیان میں گنجائش نکالی گئی - لفظ " اسلامیہ " یوں ترک ہو گیا کہ اس کی ضرورت نہ محسوس ہوئی اور مرحوم و آنجہانی کے فرق کو مٹانے کے لیے بھی ایک شخص کا تقرر کر دیا گیا - شیخ الہند کی اس یادگار کو اتنا بدل دیا جائے گا کہ بالکل ہی نہ پہچانی جا سکے -

مولانا محمد عثمان فارقلیط اداریہ الجمعیۃ ۵ر جنوری ۱۹۷۲ء

تھا شاید اخبار سویرا کے کاتب نے صاف ہے صد لکھ کر اپنی ستم ظریفی کا کمال دکھایا ہے - ــــ

Regd. No. L 1846
NIGARISHAT MONTHLY
AMROHA. (U.P.)
January 1972
R.N. 22057/71.

اردو دُنیا کا خبر نامہ

ڈاکٹر گیان چند جین جامعہ ملّیہ میں پروفیسر

نئی دلی۔ جامعہ ملیہ کے وائس چانسلر پروفیسر مجیب نے ایک بیان دیتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر گیان چند جین کو جامعہ ملیہ نے بہت غور و فکر کے بعد شعبہ اردو کی پروفیسری پیش کی ہے جامعہ کو آج گیان چند جیسے قلب و نظر اور ذہن و دماغ رکھنے والے استاد کی ضرورت ہے جو وقت کے مطالبہ کو سمجھتے ہوں اور جو مرحوم اور آنجہانی کا فرق مٹانا اور اس کے سہارے آگے بڑھنا جانتے ہوں پروفیسر مجیب نے مزید کہا کہ فرقہ واریت کے موجودہ اندھیرے میں گیان چند کی ذات بڑی غنیمت ہے۔ جامعہ ملیہ میں ان کی آمد فرقہ واریت کے سدِّباب کا نقطۂ آغاز بن کر رہے گی مجیب صاحب نے فرمایا کہ آخری طور پر اس تقرر کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ (روزنامہ سویرا دہلی ۳ر جنوری ۱۹۷۲ء)

حذف کرو اور مٹاؤ

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ڈاکٹر گیان چند کو شعبۂ اردو کا پروفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اردو حلقوں میں اس تقرر کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر پروفیسر مجیب صاحب کا ایک بیان ہمیں موصول ہوا ہے، ہمیں اسے پڑھ کر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا کہ اس میں کئی بار جامعہ ملیہ کا نام آیا ہے مگر "اسلامیہ" کا جزو حذف کر دیا گیا ہے۔ کوئی بات نہیں، شاید پورا نام لکھنے کی ضرورت نہ ہو۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر گیان چند کا تعارف کراتے ہوئے ایک ایسی بے جوڑ بات لکھ دی گئی ہے جس کا کوئی سر پیر نہیں۔ کوئی بات کیسی ہی غلط ہو لیکن اگر وہ بے جوڑ نہ ہو تو وہ عبارت میں کھپ جاتی ہے اور اسے برداشت بھی کر لیا جاتا ہے۔ وائس چانسلر نے اس تقرر کا خیر مقدم کرتے ہوئے لکھا ہے "ڈاکٹر گیان چند جیسے قلب و نظر اور ذہن و دماغ رکھنے والے استاد کی جامعہ کو ضرورت ہے جو وقت کے مطالبہ کو سمجھتے ہوں اور جو "مرحوم اور آنجہانی" کا فرق مٹانا اور اس کے سہارے آگے بڑھنا جانتے ہوں" کوئی حرج نہیں اگر جامعہ ملیہ اسلامیہ کے وائس چانسلر صاحب اس فرق کو مٹانے والوں کا تقرر فرمائیں۔ نہ معلوم شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ کی اس یادگار کے اور کون کون سے خد و خال مٹائے جائیں گے۔ مگر یہ بات ضرور کھٹکتی ہے کہ بیان کے سیاق و سباق میں مرحوم اور آنجہانی کے فرق کو مٹانے والے الفاظ کی کوئی گنجائش نہ تھی مگر تاثر کردہ اصطلاحوں کی جان بوجھ کر بیان میں گنجائش نکالی گئی۔ لفظ "اسلامیہ" یوں ترک ہو گیا کہ اس کی ضرورت نہ محسوس ہوئی اور مرحوم و آنجہانی کے فرق کو مٹانے کے لئے بھی ایک شخص کا تقرر کر دیا گیا۔ شیخ الہند کی اس یادگار کو اتنا بدل دیا جائے گا کہ بالکل ہی نہ پہچانی جا سکے۔

مولانا محمد عثمان فارقلیط اداریہ الجمعیۃ ۵ر جنوری ۱۹۷۲ء

[illegible]

ضا شاید اخبار سویرا کے کاتب نے صاحب سے صد لکھ کر اپنی ستم ظریفی کا کمال دکھایا ہے۔ —